قرونِ اولیٰ میں اشاعتِ قرآن کے طریقے

(مُدیر)

آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے جب قرآن مجید اپنی اصلی اور مکمل شان میں نازل ہونے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو عام کرنے کیلئے ہر اس طریقے کو استعمال کیا جو اس وقت ممکن تھا۔ چونکہ اسلام کی تشکیل ہی حکومتِ الٰہی پر مبنی ہے اس لئے سب سے بڑا طریقہ یہی تھا کہ جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعے سے احکاماتِ الٰہیہ عملاً نفاذ پذیر ہوئے اور دینِ حق جملہ ادیان پر غالب کر دیا گیا ظاہر ہے کہ تعلیم و تبلیغ قرآن کی یہ شکل سب سے زیادہ پائدار اور حقیقی ہے پہلے تو اس چیز نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی میں ظاہر اور باطن طور پر سرایت کیا اور پھر یہ اس مقصد کیلئے جہاں جہاں گئے ملکوں اور شہروں کے ساتھ قلوب میں بھی انقلاب پیدا کر دیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم قرآن مقدس کی زندہ اور عملی تفسیر تھے اور انہوں نے قرآن مجید کے نزول کی حقیقی غرض کو خوب سمجھا تھا، قرآن مجید عمل کیلئے ہے اور انہوں نے اسکا یہی مصرف لیا اس میں ان مبارک ہستیوں کو اس درجہ غلو تھا کہ جب ان میں سے کوئی شخص دس آیتیں سیکھ لیتا تو اس سے زیادہ اس وقت تک نہ پڑھتا جب تک ان کے معانی کو سمجھ کر عمل نہ کر لیتا۔ ایک جلیل الشان صحابی کا واقعہ ہے کہ انہوں نے صرف سورہ بقرہ کو تین برس میں یاد کیا۔

اشاعتِ قرآن کا اعلیٰ و افضل طریقہ جو اوپر بیان ہوا اسکے علاوہ تین طریقے اور بھی تھے ایک حفظ تھے۔ دوسرا تحریر یعنی قرآن مجید جس قدر نازل ہوتا تھا صحابہ رضوان اللہ علیہم اسکو لکھ لیتے اور یاد کر لیتے ایسے صحابہ بھی بہت تھے جن کو پورا قرآن مجید حفظ تھا اس کثرت کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جا سکتا ہے کہ جب مسیلمہ کذاب کا فتنہ جنگ یمامہ پر جا کر ختم ہوا تو اس میں ستر حفاظ شہید ہوئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کا یہ عمل تھا کہ جماعت کا سردار اسکو مقرر فرماتے تھے جسکو قرآن زیادہ یاد ہوتا

تھا اس بات کا یہاں تک اہتمام ہوتا کہ جنازے کی نماز بھی اسی کی پہلے پڑھائی جاتی جسکے سینے میں قرآن زیادہ ہوتا۔
حفظِ قرآن کے علاوہ تحریر کا طریقہ بھی ضروری سمجھا گیا تھا۔ چنانچہ شاہانِ روم و فارس اور مصر کے حکمران کے پاس پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنے دستخطی خطوط تبلیغِ اسلام کیلئے روانہ فرمائے جو آج بھی ہر جگہ پائے جاتے ہیں۔

حدیث اور سیر کی کتابوں میں یہ واقعہ موجود ہے کہ آپ نے بدر کے قیدیوں میں سے جو لکھنا جانتے تھے اُنکا فدیہ یہ مقرر کیا تھا کہ وہ مدینے کے دس دس مسلمانوں کو لکھنا سکھادیں اور آزاد ہو جائیں۔
ختمی مآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ مجھ سے قرآن کے سوا اور کچھ نہ لکھو۔ اس میں یہ راز پوشیدہ تھا کہ لوگ دوسری چیزوں کی موجودگی میں کہیں قرآن کی طرف سے غفلت میں نہ پڑ جائیں۔

تیسرا طریقہ تعلیمگاہ یا خانقاہ کی بُنیاد کا ہے اصحابِ صفہ کے نام سے جو گروہ آج یاد کیا جاتا ہے دراصل اُن کو متعلمینِ قرآن کی جماعت سمجھنا چاہیئے۔ اُن کا کام اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ قرآن کو یاد کریں اور اس کے سانچے میں اپنے کو ڈھالیں اور پھر جب جس جگہ تعلیم و تبلیغِ قرآن کی ضرورت ہو وہاں پہنچ جائیں۔
ایک مرتبہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ توریت کے کچھ اجزا لئے ہوئے دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ اس میں اچھی باتیں لکھی ہیں کیا ہم اس کو پڑھا کریں۔ صاحبِ قرآن کا چہرہ غصہ سے سُرخ ہو گیا اور ارشاد ہوا کہ اگر آج موسیٰ بھی ہوتے تو وہ ہماری شریعت کی اتباع کرتے۔
خلیفہ دوم نے جن کی زندگی کو قرآن مجید سے ایک خاص طرح کا لگاؤ ہے اپنے عہد میں اسی لئے اس سبق کو خاص طور پر دہرایا۔ یہ مسلمانوں کا عظیم الشان خلیفہ جس کے عہدِ مبارک میں انسانی حکومتوں کے قصرِ فلک بوس زمین پر گر پڑے اور انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین تارِ عنکبوت کی طرح ٹوٹ کر رہ گئے۔ خود منڈیوں میں جا جا کر لوگوں کو قرآن پڑھ کر سناتا۔ بدوؤں کے لئے قرآنِ مجید کی تعلیم کو لازمی کر دیا۔ قاریوں اور معلمینِ قرآن کیلئے بیت المال سے تنخواہیں مقرر کر دیں۔ ابو سفیان کو خاص کر اس کام پر مامور کیا کہ وہ قبائل میں دورے کیا کریں

اور ہر شخص کا امتحان لیا کریں اور جس کو قرآن کی کوئی آیت یاد نہ ہو اس کو سزا دیں۔

دار الخلافت سے جو مقامات دور تھے ان کیلئے بھی انتظامات تھے شام میں حمص، دمشق اور فلسطین کے اندر مدرسین مقرر تھے جن کا کام درس قرآن کے سوا اور کچھ نہ تھا اسطرح نومسلموں کیلئے بھی انتظام تھا کہ ان کو قرآن مجید کی تعلیم دی جائے۔

اللہ اللہ وہ بھی کیا دور تھا جب کہ بڑی بڑی ملازمتوں کا ملنا بھی قرآن مجید کے علم پر موقوف تھا اور جب درخواست کرنیوالے سے قرآن کی سند مانگی جاتی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب کوئی ملازمت کا طالب آتا تو آپ اس سے پوچھتے کہ تجکو قرآن بھی یاد ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک شخص آیا اور کسی ملک کی حکومت کا طالب ہوا۔ آپ نے پوچھا کہ تو نے قرآن بھی پڑھا ہے؟ اسنے کہا نہیں۔ فرمایا کہ جا قرآن پڑھنے کے بعد آنا۔ اس لئے کہ تجکو قرآن کے مواقق حکم کرنا ہوگا۔ جب قرآن نہیں پڑھا تو حکومت کیونکر کرسکیگا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکومت الٰہی کے علمبردار تھے اسلام و قرآن کی روح سے واقف تھے اور جانتے تھے کہ مسلمان قرآن کا پیامی اور اسلام کا سپاہی ہی سب کچھ ہے۔ آپ کے عہد میں ہر فوجی جوان کیلئے بھی قرآن مجید کی تلاوت اور مطالعہ ضروری تھا۔ مجاہدین کے ایمان میں جو تازگی اور دین کی حرارت اس سے پیدا ہوسکتی ہے اسکا کون اندازہ کرسکتا ہے۔

عہد فاروقی رضی اللہ عنہ میں جسطرح ہر مسلمان بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کو خدا کا سپاہی بنا لیا جاتا اور بیت المال سے اسکے نام کا وظیفہ مقرر ہو جاتا۔ اسطرح ابتدا میں قرآن سیکھنے والوں کے روزینے بھی مقرر تھے۔

ابتدائے عہد خلافت میں تو آپ نے حکم دیدیا تھا کہ قرآن مجید کے سوا کوئی حدیث بھی بیان نہ کرے آپ رضی اللہ عنہ کا قول تھا کہ ہمارے لئے کتاب اللہ کافی ہے۔ درحقیقت یہ سب اس بات کا نتیجہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کو اسی کی تعلیم ملی تھی۔ خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیئیس ۲۳ سالہ زندگی قرآن کے سوا اور کیا تھی اور پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے تو اللہ کی حفاظت میں اور اس چیز کو چھوڑ گئے۔